مغفرتِ ذنب نمبر پر

اہلِ علم کے تاثرات اور قارئین کے مزید خطوط

مجلّہ فقہ اسلامی کا شمارہ اکتوبر ر نومبر اشاعتِ خاص، مغفرتِ ذنب نمبر تھا۔ اس کے بارے میں مزید علماءِ کرام وزعماءِ ملتِ اسلامیہ کے تاثرات اور مجلّہ کے قارئین کے متعدد خطوط موصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے بعض پیشِ خدمت ہیں۔

مبلغِ اسلام علامہ سید سعادت علی قادری

(مصنف، محقق)

حضرت علامہ مفتی شاہ حسین گردیزی صاحب جو بلا شبہ دور حاضر کے عظیم عالم دین ہیں جن کی علمی استعداد کا اندازہ مضمون پڑھ کر بخوبی کیا جا سکتا ہے موصوف نے مغفرت ذنب جیسے عنوان کو نہایت دلکش اور دلچسپ پیرائے میں بیان کیا ہے خوبی یہ ہے کہ اس مشکل عنوان کو نہایت سلیس اور سادہ زبان میں عوام کے لئے قابل فہم بنادیا ہے اگرچہ کسی بیان پر کسی تحریر کو قطعی، حتمی اور آخری حیثیت تو نہیں دی جاسکتی تاہم شاہ صاحب نے نہایت بسط و کشاد کے ساتھ عنوان کے ہر پہلو کو واضح کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے مثلاً ذنب کا لغوی معنی اور قرآن حکیم کے عنوان کی وضاحت کے لئے مقالہ نگار نے قرآن کریم کی پانچ آیات کو بنیاد بنایا ہے جن کا مفہوم مجلّہ کے تیرہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ایک عنوان ہے مجاز عقلی اور نسبت ذنب یہ بھی تیرہ صفحات پر محیط ہے اس عنوان کے تحت مفتی صاحب نے مجاز عقلی کا مفہوم بیان کرتے ہوئے قرآن کریم میں آیات قرآنی سے اس کا استعمال کیا ہے پھر آپ اپنے مدعا کو بیان کرتے ہوئے نہایت اچھے انداز میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں کلمہ (استغفر لذنبک) میں اگر مجاز عقلی کو قبول کر لیا جائے تو اس فعل کی جو نسبت مفعول کی طرف ہے وہ تو باقی رہے گی لیکن اس سے مراد (امت) ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امت کے ذنب کے لئے استغفار کیجئے تو اس صورت میں ذنب امت کے ہوں گے اور استغفار کا عمل

حضور ﷺ کی طرف سے ہوگا اور مجاز عقلی میں یہ بات ہو چکی ہے کہ ملازموں اور غلاموں کے عمل کو مالک اور آقا کی طرف منسوب کیا گیا ہے اب یہاں مجاز عقلی ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ امت کو اپنے ذنب سے استغفار کا حکم ہوتا مگر حضور ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنے ذنب کے لئیے استغفار کیجئے تو اس میں اصل بات تو یہ ہے کہ (لیس لہ ذنب) حضور ﷺ کے ذنب تو تھے ہی نہیں تو پھر بھی آپ کو حکم ہوا کہ اپنے ذنب کے لئیے استغفار کیجئے تو اس مقام میں ذنب کی اسناد و نسبت حضور ﷺ کی طرف کرنا مجاز عقلی ہے جس طرح (یذبح ابناء ھم) میں ذبح کی نسبت سپاہیوں اور لشکریوں کے بجائے فرعون کی طرف کر دی گئی کہ ماتحتوں کے کام کو بعض اوقات ان کے سربراہوں کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اسی طرح اس مقام میں امت کے ذنب کی حضور ﷺ کی طرف اسناد و نسبت کر دی گئی تو جس طرح (یذبح ابناء ھم) میں اسناد و نسبت سے حقیقی مفہوم میں کوئی فرق نہیں آیا اسی طرح (استغفر لذنبک) کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں آئے گا اس موقع پر مزید تفصیل مناسب نہ ہوگی مختصر یہ کہ حضرت مفتی صاحب نے نہایت محنت و مشقت اور عرق ریزی سے کام کیا اور مقالہ کو علمی اور مفید ترین بنانے کی کوشش کی ہے جبکہ وہ اپنی اس سعی جمیل میں کامیاب بھی ہوئے مجلّہ فقہ اسلامی نے اس پر مغز مقالہ کو شائع کر کے قارئین کو نہایت مفید علمی ذخیرہ فراہم کیا ہے جس پر ڈاکٹر شاہنواز اور ان کے رفقاء بجا طور پر شکریہ کے مستحق ہیں یہاں ایک نہایت اہم بات عرض کر دینا نہایت ضروری ہے کہ ہمارے اکابر علماء نے حضور ﷺ کی طرف ذنب کی قرآنی نسبت کے متعلق ظاہری طور پر وہ الفاظ استعمال نہیں فرمائے جو امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے ترجمہ قرآن کنز الایمان میں استعمال کیئے ہیں بس اس ظاہری فرق کو عقیدت مند اختلاف سمجھ بیٹھے اور اکابر کے ساتھ طرح طرح کی گستاخی کرنے لگے وہ اس حقیقت کو بھول گئے کہ ان حضرات اور جملہ علمائے سنت سے عقیدت اور ان کا احترام در حقیقت اعلیٰ حضرت سے عقیدت و محبت کا وسیلہ ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت کا بھی یہی وطیرہ تھا وہ بد عقیدہ و گستاخ علماء کے لئیے جتنے سخت تھے اتنے ہی خوش عقیدہ اور حضور ﷺ کی عظمت کے معترف علماء کے لئیے نرم تھے ان سے تواضع سے پیش آتے تھے اور بے حد محبت فرماتے تھے پس عقید تمندی کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جملہ علمائے اہلسنت کا احترام کیا جائے ان کی علمی تحقیق کا اعتراف کیا جائے اس سے کماحقہ استفادہ کیا جائے اور اس تخیل کو شیطانی تخیل

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سنِ وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆